Vol.4 No.4 2021

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

اقبال شناسی میں خواتین کا حصہ (انگریزی کتب کے حوالے سے)

THE ROLE OF WOMEN IN IQBAL SHANASI WITH REFERENCE TO ENGLISH BOOKS

*Uzma Yasin

ABSTRACT:

The purpose of this article is to through light on the role of women in Iqbaliyati criticism as well as to review critical and investigative books written in English by women writers on Iqbal's thoughts, Philosophy and Ideology. The major focus of the article is to critically review and determine the status of the literary criticism of books written in English by women writers. It is also a fact that most of the names, famous for Iqbal's understanding represent male community because the works done by women writers have not been acknowledged. Hence, the current article is important so far as role of women in this field is concerned. It is also be tried, through the present study, to present the contribution of women in Iqbal criticism in an organized manner which will open new vistas for researchers interested in understanding Iqbal.

Vocabulary: (Iqbal, Philosophy, Ideology, Criticism, Philosophic system reaffirmation.)

فلسفہ، نظریات، تنقید، میلان طبع، سیاسیات، الٰہیات اسلامیہ، تحقیق، اجتہاد

دنیائے ادب میں اقبال وہ ہستی ہیں جن پر کم و بیش دنیا کی ہر نمایاں زبان میں تحقیقی و تنقیدی کام ہوا ہے۔ ہنوز یہ سلسلہ جاری ہے ہر نقاد کی یہ خواہش رہی ہے کہ وہ علامہ اقبال کی بہتر سے بہتر طور پر تفہیم کرے۔ اقبال کی شاعری اور نثری افکار محض اپنے عہد تک محدود نہ تھے بلکہ انھوں نے ایسی صداقتوں کو بیان کیا جن کی اہمیت ہر دور میں برقرار رہتی ہے۔ اسی لیے اقبال کے پیغام کو جغرافیائی حدود سے آزاد قرار دیا جاتا ہے۔ نا صرف برصغیر پاک و ہند بلکہ مغرب اور دنیا کے کئی دیگر ممالک میں ناقدین نے اقبال پر کئی حوالوں اور زاویوں سے کام کیا ہے۔

---

*PhD. Urdu (Scholar), Oriental College, Punjab University Lahore

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

گزشتہ پچاس برس میں بہت سے ایسے دانشور اور نقاد پیدا ہوئے ہیں جنھوں نے زیادہ تر تحریروں کو فکر اقبال کی تشریحات تک محدود رکھا ہے۔ خلیفہ عبدالحکیم، ڈاکٹر یوسف حسین خان، پروفیسر طاہر فاروقی، عزیز احمد اور ان سے ذرا بعد کی نسل میں پروفیسر منور جیسے صاحب قلم حضرات نے افکار اقبال کو اپنی تحریروں کا مرکزی موضوع بنایا۔ یہ تمام اہل قلم اقبالیات کے بعض پوشیدہ گوشوں کو قارئین کے سامنے لائے۔

یوں برصغیر پاک وہند میں مولوی احمد دین سے لے کر رفیع الدین ہاشمی اور برصغیر پاک وہند سے باہر مغرب میں نکلسن سے لے کر این میری شمل تک اقبال شناسی کی روایت پھیلی ہوئی نظر آتی ہے۔ اقبال شناس حضرات کو ہی اقبال شناسی کے وسیع وبیکراں سمندر میں شناوری کا فخر حاصل نہیں۔ خواتین نے بھی اس ضمن میں کافی کام کیا ہے۔ تنقید کی اہم تھیوری فیمنیزم یا تانیثیت یہ کہتی ہے کہ جس طرح ایک خاتون محقق کسی فن پارے کا عمیق نگاہوں سے جائزہ لے سکتی ہے اس طرح مرد نہیں لے سکتے وجہ یہ ہے کہ ایک عورت سب سے بہترین ادیب اور خلاق ثابت ہو سکتی ہے۔ بنابریں فن پارے کی تفہیم کا ملکہ بھی قدرت نے اسے ہی بہتر طور پر ودیعت کیا ہے۔

اقبال شناسی کے میدان میں مردوں کی طرح خواتین نے بھی اپنے نظریے اور اپنی میلان طبع کے تحت اقبالیاتی فکر کا مطالعہ کیا۔ علامہ اقبال کی فکری عظمت سے کسی طور انکار ممکن نہیں۔ اقبال شناسی کے حوالے سے یوں تو سینکڑوں کتابیں لکھی جا چکی ہیں اور مزید لکھی جاتی رہیں گی کیوں کہ ان کے کلام میں زندگی کی وہ تمام علامتیں موجود ہیں جو قوموں کو بقائے دوام عطا کر سکتی ہیں۔ اس مقالے میں ان چند خواتین کے کلام کا جائزہ لیا جائے گا جنھوں نے انگریزی زبان میں اقبالیاتی تنقید میں اپنا لوہا منوایا اور اقبال شناسی کے میدان میں بیش قیمت اضافہ کیا۔

اس مقالے میں جن خواتین کے کام کا جائزہ لیا جائے گا ان میں سب سے پہلا نام این میری شمل کا ہے۔ ڈاکٹر این میری شمل جرمن مصنفہ ہیں جنھوں نے اقبالیات پر قابل ستائش کام کیا۔ جرمنی میں اقبال کے مداحوں کی کمی نہیں ہے۔ این میری شمل ان میں سر فہرست ہیں۔ یورپ میں اقبال کو متعارف کروانے میں ان کا بڑا ہاتھ ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر این میری شمل تقریباً چالیس برس تک ہارورڈ یونیورسٹی امریکہ میں برصغیر کی زبانوں اور ثقافت نیز اقبالیات کی تدریس کرنے کے بعد مئی ۱۹۹۲ء کو ریٹائرڈ ہوئیں۔ انھوں نے علامہ اقبال کے بارے میں جرمن اور انگریزی زبانوں میں کئی کتابیں لکھیں اور علامہ اقبال کی شاعری کے مجموعوں "بانگِ درا"، "پیام مشرق" اور "جاوید نامہ" کا جرمن زبان میں ترجمہ کیا ان تراجم کو جرمن ادب میں بلند مقام حاصل

Vol.4 No.4 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

ہے۔ پروفیسر صاحبہ کی علمی وادبی خدمات کے اعتراف میں پاکستان کی تین یونیورسٹیوں سندھ یونی ورسٹی، پشاور یونی ورسٹی اور قائد اعظم یونی ورسٹی نے انھیں ڈاکٹریٹ کی اعزازی اسناد پیش کیں۔ حکومت پاکستان نے انھیں ستارۂ امتیاز اور ہلال امتیاز سے نوازا۔

این میری شمل کی زیر نظر کتاب "Gabriels Wing" یہ کتاب انگریزی زبان میں تحریر کی گئی یہ کتاب ۳۶۹۱ء میں اقبال اکیڈمی پاکستان لاہور کے زیر اہتمام شائع ہوئی ہے جس میں علامہ اقبال کے دینی افکار کو موثر و مدلل انداز میں پیش کیا ہے یہ کتاب پانچ ابواب پر مشتمل ہے۔ پہلا باب حیات و تصانیف اقبال کی ذاتی تفصیلات پر مشتمل ہے۔ دوسرے باب میں علامہ اقبال کی زندگی کے متعلق معلومات ہیں۔ تیسرے اور چوتھے باب میں اقبال کی تصانیف کے دینی محرکات شامل ہیں۔ کتاب میں اقبال کے افکار پر دینی اثرات اتنے مدلل اور مستند انداز میں پیش کیے گئے ہیں کہ انھیں پڑھ کر علامہ اقبال کی فکر کے اس پہلو کو بڑی عمدگی سے وضاحت ہو جاتی ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے علامہ اقبال کے اس فکری پہلو کی نئ جہتیں سامنے آتی ہیں اور اقبال کے مذہبی افکار کا صحیح اندازہ ہوتا ہے جو کہ ان شاعری اور نثر کا محور ہیں۔ اس کتاب کو تحریر کرنے کی وجہ کے حوالے سے وہ لکھتی ہیں:

> "Although it would be easy to quote to a larger extent from earlier publication. I have tried to avoid that, making rather Iqbal himself speak than his commentators. Since only part of his work is available in translation, full quotations were considered usful. I simply want to give a picture of Iqbal's way of thinking, arguing, suffering and agian finding mental peace in the security of his religion. Suspending judgment as fan as possible though the book will be, in any case, an account of my personal experience with Iqbal's work."(1)

Vol.4 No.4 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

وہ چاہتی ہیں کہ اس کتاب کے ذریعے اقبال کی وہ شخصیت اور ان کے فکر کے تمام پہلو اس طرح قارئین کے سامنے آئیں جیسے اقبال خود بول رہے ہیں تا کہ ان کے شارحین کی آراء، چونکہ ابھی تصانیف اقبال جزوی طور پر انگریزی میں ہیں، لہٰذا انھوں نے اصل کتب سے حوالے دینا ضروری سمجھے۔ اس کتاب میں ان کی کوشش ہے کہ اقبال کے طرز فکر، ان کے اسلوب، ان کی دردمندی اور مذہب سے ان کے اطمینان قلب حاصل کرنے کی کیفیت بیان کریں۔ مصنفہ نے اس کی تفصیل پیش نہیں کی کہ فکر اقبال کسی حد تک فکر مغرب پر مشتمل ہے یا یہ کہ اقبال نے مغربی افکار کو کسی طرح فکر اسلامی کے مطابق تبدیل کیا ہے۔ اقبال کے سیاسی اور اجتماعی افکار پر بھی صرف اس صورت میں بحث کی گئی ہے کہ جب وہ اقبال کی فکر مذہبی کا جزو لاینفک نظر آتے ہیں۔ مصنفہ کے نزدیک اقبال کا محبوب موضوع خودی ہے۔ یا پھر یہ برصغیر میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ اور ان کے افکار کا مرکز ہے۔ اقبال کے نزدیک وہی فن ابدی ہے جس میں شاعر یا صاحب فن کا خون جگر شامل ہو۔ وہ اقبال کے فلسفہ جمالیات کا منتہائے مقصود یہ قرار دیتی ہیں کہ شاعری سے فعال تاریخ اور تاریخ ساز پیغمبری کا کام لیا جائے۔ مصنفہ نے ''اقبال کے دینی محرکات'' کے عنوان کے تحت اقبال کی دلچسپی کے موضوعات جسے مذہب، علم کلام اور فلسفہ کو ان کی فکری سرگزشت بتایا ہے۔ دوسرے باب میں مصنفہ نے ارکان اسلام یعنی توحید، رسالت، نماز، روزہ، زکوۃ، حج اور جہاد کی تشریح کی ہے۔ وہ فکر اقبال کو نظام عقیدہ توحید کے تابع قرار دیتی ہیں۔ وہ لکھتی ہیں :

> "Indeed Iqbal has built his system as far as we can call it closed system upon the principal of tauhid, the acknowledgment of the absulute uniqueness of God which is reflected in the unity of individual life, and the unity of religio-political group."(2)

عقیدہ توحید وہ عقیدہ ہے جو وحدت خدا کا مظہر ہوتے ہوئے انسان کی انفرادی زندگی کو وحدت دیتا ہے اور مذہبی سیاسی احزاب کو یکتائی بخشتا ہے۔ مصنفہ کے نزدیک لا الہ الا اللہ کی دینی اہمیت کے علاوہ صوفیانہ شاعری میں بڑی اہمیت ہے۔ مصنفہ نے اقبال کے حج اور زیارت روضئ رسولؐ کی شدید آرزو اور عقیدہ ختم نبوت کا ذکر کرتے ہوئے، ان کے کلام سے مثالیں بھی پیش کی ہیں۔ تیسرے باب میں مصنفہ نے ایمان مفصل یعنی ''امنت باللہ وملئکتہ وکتبہ ورسلہ، وبالیوم الاخر، والقدر خیرہ وشرہ من اللہ

تعالی......" کی اقبال کی فکر کی روشنی میں وضاحت کی۔ چوتھے باب میں فکر اقبال پر مشرق و مغرب کے اثرات اور ان کے تصوف سے متعلق خیالات کا جائزہ لیا گیا ہے۔

اس باب میں انھوں نے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ اقبال پر دو صوفیا حسین ابن منصور حلاج اور جلال الدین رومی کے اثرات بہت زیادہ ہیں۔ اقبال نے کئی موقعوں پر اپنے آپ کو ابن حلاج کے مماثل قرار دینے کے علاوہ ان کی کتاب "الطوراسین" کے حوالے سے نبوت اور ابلیس کے موضوع کو چھیڑا ہے۔ تصانیف اقبال میں ہر جگہ رومی کے حالات زندگی اور اقبال پر ان کے اثرات پر تفصیلی بحث کی گئی ہے۔ اقبال ایک مبلغ فلسفی تھے۔ لیکن مختلف اور متضاد امور کے تجزیہ و ترکیب کرنے کی ان میں حیرت انگیز صلاحیت تھی وہ اجزائے ترکیبی کو بڑی آسانی سے ایک وحدت بنا کر پیش کرتے رہے۔ وہ لکھتی ہیں:

> " Many authors on Iqbal have laid stress on the paramount importance of the concept of Self, and have seen here the greatest contribution to Islamic revival of the poet-philosopher."(3)

اقبال کی پوری شخصیت دین اسلام کی وحئ نبوت کی روشنی میں تعبیر نو کرنے کے لیے وقف رہی اور اس لیے وہ ہر عصر اور معاشرے کی ضروریات کا سامان اپنی تصانیف میں سموگئے ہیں این میری شمل شاعرہ بھی ہیں اس لیے اس کتاب کا انداز بیان اکثر جگہوں پر شاعرانہ ہو گیا ہے۔ یہ انداز بیان اگرچہ کتاب کی دلکشی میں اضافہ کرتا ہے لیکن تحقیقی و تنقیدی نثر کے لیے یہ انداز بیان مناسب نہیں۔ یہ کتاب اگرچہ اقبال کے مذہبی افکار سے متعلق ہے مگر اقبال کی شاعری پر کام کرنے والوں کے لیے بھی اس میں نہایت مفید نکات موجود ہیں۔

ڈاکٹر جمیلہ خاتون کی کتاب "The Place of God, Man and Universe in the Philosophic system of Iqbal" اقبال شناسی کے میدان میں ایک اہم اضافہ ہے۔ یہ کتاب ۱۹۶۳ء میں اقبال اکیڈمی پاکستان لاہور کے زیر اہتمام انڈسٹریل پرنٹنگ پریس، کراچی پاکستان سے شائع ہوئی۔ مصنفہ لکھتی ہیں کہ اقبال کے فلسفے کے مختلف پہلوؤں پر کام کرنے کا خیال سب سے پہلے اس وقت آیا جب ایم۔اے کی طالبہ کی حیثیت سے اقبال کے خدا کے تصور پر ایک مقالہ تیار کیا۔ اقبال

Vol.4 No.4 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

کا خدا، انسان اور کائنات کے متعلق تصور ایک ایسا مرکز ہے جس کے گرد ان کا تمام فلسفہ گھومتا ہے۔ اقبال نے خالصتاً مذہبی گھرانے میں پرورش پائی اور خصوصاً آزاد خیال مابعد الطبیعاتی فلاسفر، مسلمان اور مغربی تصانیف سے متاثر تھے۔ ان کی تمام تر سوچ کا محور قرآنی تعلیمات اور رسول پاکؐ کے ارشادات اور ان کی پیروی کرنے والوں کی تعلیمات تھیں۔ چنانچہ ان کے فلسفے میں تجربہ، عمدہ سوچ اور اعلیٰ تخیل کے لحاظ سے مشرق اور مغرب کا رنگین اور دلکش امتزاج ملتا ہے۔ مصنفہ نے اس مقالے کی تیاری میں اقبال کے ان تمام کاموں کا تنقیدی مطالعہ کیا ہے چاہے وہ نثر میں ہوں یا شاعری میں جس میں انھوں نے اپنے نظریات کو استعمال کیا ہے۔ مصنفہ کی بحث کا مرکزی نکتہ "جدید الٰہیات اسلامیہ" ہے۔

اقبال کے فلسفیانہ نظام میں سے تین تصورات خدا، انسان اور کائنات کا انتخاب تجزیہ کرنے کے لیے مصنفہ نے پیش کیا کہ مشرق و مغرب کے فلسفیوں نے انھیں کس سطح پر رکھا ہے مصنفہ نے بیان کیا ہے کہ اقبال مذہبی خیالات اور مغربی مابعد الطبیعات سے متاثر تھے۔ مگر مشرقی و مغربی فلسفیوں کے مقابلے میں منفرد مقام کے حامل ہیں۔ ڈاکٹر جمیلہ خاتون کی یہ کتاب بنیادی طور پر کائنات اور خدا کے متعلق علمی تصورات کے ساتھ ساتھ اقبال کے فلسفے کی مدد سے ایک تفہیم فراہم کرتی ہے۔ یہ کتاب آٹھ ابواب پر مشتمل ہے آخر میں محاکمہ اور کتابیات ہے۔ پہلے باب میں علمی روایات کے پس منظر میں خدا کے وجود کے ادراک کو مسلم مفکرین کی روشنی میں دیکھا گیا ہے مصنفہ کے مطابق اقبال کے نظریہ کی بہت بڑی حقیقت یہ ہے کہ وہ ایک طریقہ کار اختیار نہیں کرتا اور صرف اس بات پر اپنے فکر کی بنیاد نہیں رکھتا کہ صوفیا کے ان عقائد کو قبول کیا ہے۔ اقبال خدا کے ساتھ براہ راست رابطے کا قائل ہے۔

> " Iqbal's intuition promises to give the direct vision of Being, it promises to bring man face to face with the very essence of God."(4)

دوسرے باب میں مصنفہ نے اقبال کے وہ حوالے جمع کیے ہیں جو خدا کے وجود کی گواہی دیتے ہیں۔ اس کائنات کے اسرار و رموز کو انھوں نے منطقی سطح پر لکھنے کی کوشش کی ہے۔ تیسرے باب میں مصنفہ نے اقبال کے افکار کے ذریعے کائنات کی فعال حقیقت کو خدا کے وجود کی نسبت سے پانے کی کوشش کی یہاں اقبال نے خدا کو نور سے تعبیر کیا۔ اقبال خدا کو ایک لامحدود سمندر سے تشبیہ دیتے ہیں۔ جس میں انسان کو خودی اپنا وجود کھو کر بھی برقرار رکھتی ہے۔

Vol.4 No.4 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

چوتھے باب میں کائنات کی تخلیق کو موضوع بنایا ہے۔ مصنفہ نے مذہبی تصورات اور یونانی فلسفے کی مدد سے کائنات کے مختلف نظریات پیش کیے ہیں۔ پانچویں باب میں مادے، وقت اور زمانے کے حوالے سے اقبال کے تصوروقت کو نیوٹن اور دوسرے فلسفیوں کی مدد سے دریافت کرتی ہیں۔ اقبال کا تصور زمان اس کائنات کے وجود کو ازل سے ابد تک لے جاتا ہے۔ مصنفہ لکھتی ہیں:

> "According to Iqbal self is prior to time. Time is the living and creative activity of God. Here Iqbal parts company with Bergson, who identifies time with reality."(5)

چھٹے باب میں مصنفہ نے انسان اور اس کے فنا ہونے والے وجود کے متعلق بحث کی ہے۔ جس میں روح کے تصور کو سامنے لایا گیا ہے۔ ساتویں باب میں مصنفہ نے انسان کے اختیار کی آزادی پر بحث کی ہے کہ اقبال کے نزدیک جبر واختیار کے کیا مسائل ہیں۔ خاص طور پر مقدر کا جبر انسان کی زندگی میں کیا کردار ادا کرتا ہے۔ آٹھویں باب میں مصنفہ نے اس بات کو بیان کیا ہے کہ کون سی حقیقت ہمیشہ رہنے والی ہے اور کون سی عارضی ہے۔ اقبال خودی کو اس خودی مطلق میں لے جاتے ہیں جو ابدی ہے جیسے کرنیں سورج کے ساتھ شریک ہیں اور لہریں سمندر کے ساتھ ہم آہنگ ہیں۔ اقبال کے تصورات وقت برگساں سے مشابہ ہیں۔ اقبال کو یقین ہے کہ انفرادی خودی دوبارہ ابھرے گی اور اس کے لیے اگلے جہاں میں بھی اپنی انفرادیت کتاب جو انگریزی زبان میں لکھی گئی اقبال کے فلسفیانہ افکار پر انتہائی اہم کتاب ہے۔ جس سے اقبال شناسی کے لئے در وا ہوئے ہیں۔

علامہ اقبال کے فکر وفن پر ان کی زندگی ہی میں تحقیقی کام شروع ہو گیا تھا۔ اقبال کے فکر وفن کے تقریباً تمام پہلوؤں پر متعدد کتب اقبالیاتی ادب کا حصہ ہیں۔ جن اہل قلم نے ڈاکٹر علامہ محمد اقبال کے سیاسی شعور کو اپنی تحریروں کا حصہ بنایا ان میں پروفیسر ڈاکٹر پروین شوکت علی کا نام خاص طور پر اہم ہے۔ انھوں نے ۲۶۹۱ء میں انگریزی میں ایم۔ اے، ایم لٹ کی ڈگریاں انگلستان سے حاصل کیں۔ پنجاب یونیورسٹی سے ۸۶۹۱ء میں پی ایچ۔ڈی مکمل کی۔ ان کے مقالے کا عنوان ”Political Philosophy of Iqbal“ تھا۔ بعد میں انھوں نے بیرسٹر ایٹ لاء کی ڈگری لنکنز ان لندن سے حاصل کی۔

Vol.4 No.4 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

ڈاکٹر پروین شوکت نے تدریس کا آغاز بحیثیت لیکچرار سیاسیات ۱۹۵۴ء کو کیا۔ انھوں نے بحیثیت پروفیسر اور وائس پرنسپل گورنمنٹ فارمن کرسچین کالج لاہور میں ۱۹۸۲ء سے ۱۹۸۶ء تک خدمات انجام دیں پھر لاہور کالج فارویمن میں یہ خدمات ۱۹۹۰ء تک جاری رہیں۔ پھر ۱۹۹۰ء میں وہ امریکہ روانہ ہو گئیں۔ ۱۹۹۲ء میں پاکستان لوٹیں، ۱۹۹۳ء کو وہ گورنمنٹ فارمن کرسچین کالج لاہور سے اپنی تعلیمی مدت پوری کر کے ریٹائر ہو گئیں۔

"The Political Philosophy of Iqbal" ۱۹۷۰ء کو شائع ہوئی۔ اس کتاب میں کل گیارہ ابواب ہیں۔ اس کتاب کا مقصد اقبال کی فکر میں سیاسی تصورات و نظام تفکر کے اصولی عناصر کو تحقیقی و تنقیدی اہمیت واضح کی ہے۔ تا کہ اقبال کے نقطہ نظر کی توضیح ہو سکے۔ اقبال کے سیاسی نظریات پر مستقل وجداگانہ مواد کی کم یابی اس امر کا موجب بنی کہ اس مقالہ میں ان کی اپنی اصل تحریروں سے استفادہ کرنا پڑا۔ مصنفہ لکھتی ہیں کہ ایک زبان کے الفاظ کو دوسری زبان کے حروف میں لکھنا مشکل مرحلہ تھا۔ اسی طرح قرآنی تلمیحات اور حوالوں کے لیے اس مقالے میں "مارماڈیوک پکھتال" کے ترجمہ "مینگ آف دی گلوریس قرآن" سے استفادہ کیا گیا ہے۔

اس کتاب کا پہلا باب "حیات و تصانیف اقبال" میں انھوں نے اقبال کی ابتدائی زندگی، تعلیم اور ان کی سیاست میں دلچسپی کو بیان کیا گیا ہے۔ اس کے بعد اقبال کی تصانیف کو فرداً فرداً موضوع تحریر بنایا ہے۔ مصنفہ لکھتی ہیں:

> "The above review of the books and writings of Iqbal is an index to the fact that he was a profile writers. His philosophic and poetic production was supplemented by his numerous valuable letters, articles and statements made during the varied pursuit of his career."(6)

یہ اس امر کی زندہ دلیل ہے کہ اقبال کی زندگی ذہنی مصروفیات سے معمور تھی۔ دوسرا باب "مشرقی و مغربی تاثیر" ہے۔ اس باب میں وہ انسانی ذہن کی مختلف ماحول، کتب اور حلقۂ تقرب سے اثر پذیری کی صلاحیت کو بیان کرتے ہوئے اقبال کا مشرقی اور مغربی تاثر بیان کرتی ہیں۔ اقبال افتادِ طبع کے لحاظ سے مکمل مشرقی تھے۔ لیکن جن فلسفیوں نے ان کے فکر کو متاثر کیا مصنفہ نے

Vol.4 No.4 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

ان کو الگ الگ بیان کیا ہے۔ جیسے یونانی فکر زندگی سے پیچیدہ و سنجیدہ مسائل کا کامیاب حل پیش نہیں کرتا لیکن زندگی کے حسن و ہم آہنگی کا تصور دیتا ہے۔ ڈینٹے اور اقبال تضاد خیال اور اختلاف نظریات کے باوجود دونوں شاعر فن سخن وری کی صلاحیت و بصیرت اور حسن بیان کے باعث دنیائے ادب کی لافانی ہستیوں میں شامل ہیں۔ گوئٹے نے ماہیت اشیاء کی بصیرت کی طرف اقبال کی رہنمائی کی۔ اقبال پر ہیگل اور برگساں کے فلسفہ کی نسبت گوئٹے کے نظریات اور شاعری کا تاثر زیادہ نمایاں ہے۔ مصنفہ لکھتی ہیں:

> "It may be assumed that dedication to the abiding values of Islam and the reaffirmation of his faith in the general superiority of the East over west, stemmed from a reaction against the prevailing contemporary Europe."(7)

یہ رائے مصنفہ نے برگساں کے متعلق دی ہے کہ بہت سے حقائق سے کلی طور پر متحد الخیال ہونے کے بعد اقبال اپنی راہ فکر اس سے جدا کرسکتے ہیں۔ اسی طرح ابن عربی، رومی، الجیلی، شیخ محمد سرہندی جیسے فلسفیوں کے ساتھ اقبال کی فکری مماثلت اور ان کی روشن فکر پر ان کا تاثر بیان کیا ہے۔ تیسرا باب "حاکمیت" ہے جس میں اسلام کا بنیادی عقیدہ اور تعلیمات اسلامی کے اساسی اصول یعنی اللہ کی حاکمیت اور توحید کا ذکر کیا گیا ہے۔ چوتھا باب "پیغمبر اسلام بحیثیت مثالی رہنما" ہے۔ پیغمبر اسلامؐ کی ذات مبارکہ میں طاقت ور قیادت دونوں عظمتیں جمع تھیں۔ جنھیں بحیثیت مسلمان ہمیں عملی طور پر بروئے کار لانا چاہیے، مصنفہ لکھتی ہیں:

> "The Muslim must have faith in God and tread the path laid down by the prophet."(8)

پانچواں باب "اجتہاد" ہے جس میں مصنفہ لکھتی ہیں کہ استدلال اور قوتِ فیصلہ کی کارفرمائی جو اجتہاد کا مفہوم ہے اسلامی قانون اور آئین سازی کا لازمی حصہ ہے۔ اس حوالے سے ابو حنیفہؒ، مالکؒ، شافعیؒ اور احمد بن جنبلؒ کا خاص طور پر تذکرہ کرتی ہیں۔ اقبال کی رائے میں اجتہاد حسن تعبیر اور حرکت ارتقا کا وسیلہ اور مذہب کی مستقل اقدار و اصول کو زندگی کی بدلتی ہوئی

شاہراہوں میں آئینہ دار کرنے کا نام ہے چھٹا باب "خودی، مومن اور ملت کی سیاسی اہمیت" ہے۔ مذہب اور سیاست کا امتزاج اقبال کے اہم ترین موضوعات ہیں۔ اقبال کے نزدیک انفرادی اور اجتماعی زندگی صرف اس وقت بامعنی وبامقصد ہوتی ہے جب اس میں لطافت وجمال کے ساتھ ہیبت وجلال کا امتزاج ہو۔ ساتواں باب "قومیت" کے عنوان سے ہے۔ اقبال نے اہل اسلام کو تنبیہہ کی کہ اگر فلسفئ قومیت ان کی سیاست مذہبی میں جاگزیں ہو گیا تو اسلام محض دستورِ اخلاقیات بن کر رہ جائے گا اور اہل اسلام کی اجتماعی زندگی کے آئین کی حیثیت گم کر دے گا۔

آٹھواں باب "ہمہ گیر اسلام" ہے۔ اقبال نے عالم گیر ملت اسلامیہ پر بہت زور دیا۔ مسلمانوں کی عملی زندگی میں اصول اسلام کی ترجمانی فکر اقبال کا ملخص وماحصل ہے۔ مصنفہ لکھتی ہیں:

> "Universal Muslim polity and translation of the canons of Islam in the practical life of the Muslims, form crux of Iqbal's thinking."(9)

نواں باب "اشتمالیت" ہے۔ جس میں بتایا گیا ہے کہ اقبال اشتراکیت کے محاسن ومعائب دونوں پہلوؤں سے آگاہ تھے اور ان کے نزدیک اس نظریہ حیات کو پرکھنے کا معیار اسلام تھا۔ دسواں باب "جمہوریت" ہے۔ جس میں انھوں نے مغربی جمہوریت، اسلام اور جمہوریت کو تفصیل سے واضح کیا ہے۔ اقبال کے نزدیک اسلام کا مافی الضمیر جمہوری ہے۔ اگرچہ وہ جمہوریت جو قرآنی تعلیمات اور اصول سنت سے ماخوذ ہو۔

آخری باب "اقبال اور عملی سیاست" ہے جس میں تاریخی پس منظر بیان کرنے کے بعد اقبال کی عملی سیاست پر روشنی ڈالی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ اقبال کا فلسفہ سیاست قرآنی ہے۔ جس پر بصیرت اقبال کی مہر نمایاں ہے۔ اسلام کی تاریخ جدید میں ایک فرد بھی ایسا نہیں جس کی علمی خدمات کو اسلامی نظام فکر کی نشاۃ ثانیہ کے سلسلے میں اقبال کی خدمات سے موازنہ کیا جاسکے۔ ڈاکٹر پروین شوکت علی نے اقبال کے سیاسی بصیرت کو نہایت باریک بینی سے تلاش کیا اور اس پر جو کام کیا وہ قابل تقلید ہے۔

ڈاکٹر رفعت حسن نے "An Iqbal Primer" کے عنوان سے کتاب تحریر کی ہے جسے عزیز پبلشرز لاہور نے ۱۹۷۹ء میں پہلی بار زیور طبع سے آراستہ کیا۔ یہ کتاب اقبال کے فلسفیانہ فکر کا تعارف ہے۔ آغاز میں مصنفہ نے اقبال کا مختصر سوانحی خاکہ تحریر

کیا ہے۔ڈاکٹر رفعت حسن نے مختلف یونی ورسٹیوں میں تدریسی فرائض سر انجام دیے اور پھر مستقل طور پر امریکہ میں مستقل سکونت اختیار کی۔ مصنفہ اقبالیاتی فلسفہ پر گہری نظر رکھتی ہیں۔کتاب کی غرض وغایت کے حوالے سے مصنفہ تحریر کرتی ہیں کہ اس کتاب کا مقصد اقبالیاتی مطالعہ میں دلچسپی رکھنے والے طلباء کے لیے ایسا مواد فراہم کرنا ہے جس سے وہ اقبال کے فلسفے سے روشناس ہو سکیں اور اقبال کے تخلیقات کو خواہ وہ نثری ہوں یا شعری جان سکیں۔ وہ لکھتی ہیں:

"This book is not intended, and indeed it can not be, a work of exhaustive critical scholarship, the tradition of critical scholarship, can not infact, be soundly established in my opinion-until a sufficient number of primers(like this one) have been produced."(10)

یہ کتاب تین ابواب پر مشتمل ہے۔پہلے باب میں اقبال کی نثری تصانیف زیر بحث لائی گئی ہیں۔"علم الاقتصاد" کے حوالے سے مصنفہ لکھتی ہیں کہ اردو نثر میں علامہ اقبال شاعر تھے اور شاعر فطرتاً حساس، جذباتی اور پر جوش ہوتے ہیں۔ اقبال نے ایک شاعر ہونے کے باوجود اپنے نثری کارنامے کا آغاز علمی موضوع سے کیا۔ اقبال کے نزدیک معیشت اور اخلاق ایک دوسرے سے باہم مربوط ہیں۔ دوسری کتاب "ایران میں مابعد الطبیعات" ہے جس کے بارے میں مصنفہ لکھتی ہیں کہ اقبال نے اس مقالے میں فلسفیانہ رجحانات جو ایران میں پائے جاتے تھے بیان کیے ہیں۔ اقبال کی یہ کتاب ان کی پہلی فلسفیانہ تحریر تھی جس میں پختگی کے آثار دکھائی دیتے ہیں۔ تیسری کتاب جس پر مصنفہ نے روشنی ڈالی ہے وہ The Reconstruction of Religious thought in Islam ہے۔ اقبال کے یہ خطبات پہلی بار ۱۹۳۰ء میں شائع ہوئے۔ ان خطبات میں مذہبی رجحانات اور نظریات کو بھی تفصیل سے بیان کیا ہے۔ دوسرا باب اقبال کی شاعرانہ فکر سے متعلق ہے۔ اس باب میں اردو شاعری کی کتب کو موضوع بحث بنایا گیا ہے۔ مصنفہ "بانگِ درا" سے متعلق لکھتی ہیں:

" From one point of view, Bang-e-Dara is the most interesting of all Iqbal's poetic works, since it contains the

greatest variety of his poems in style, texture and content."(11)

شاعری کے حوالے سے مصنفہ "بال جبریل" کے متعلق کہتی ہیں کہ اس کتاب میں اقبال کی فکر کی مختلف کیفیات کو دیکھا جاسکتا ہے۔ لیکن اقبال کسی بھی جگہ مایوس یاناامید دکھائی نہیں دیتے۔ یہ کتاب ایسے شخص کی کتاب محسوس ہوتی ہے جس کے ایمان کو ابراہیمؑ کی طرح آگ سے آزمایا گیاہے۔ اسی طرح "ضرب کلیم" اور "ارمغان حجاز" سے متعلق مصنفہ اپنے خیالات کا اظہار کرتی ہیں۔ تیسرے باب میں مصنفہ اقبال کی فارسی شاعری کے حوالے سے اقبالیاتی فکر کی تشریح و توضیح کرتی ہیں۔ مصنفہ کے مطابق اقبال نے کمزوروں کو طاقت عطا کی ان میں زندگی کی نئی روح پھونک دی۔ خودی کا درس دیا اور مسلمانوں کو زندگی کا مقصد عطا کیا، اس کتاب میں اقبال کی شعری اور نثری تحریروں پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ جس سے اقبالیاتی تنقید میں ایک ایسی کتاب میسر آئی ہے جس سے ہمیں اقبال کے سارے کام کو سمجھنے اور اس کی تفہیم میں مدد ملے گی۔

عورت دنیا کی اٹل حقیقت ہے۔ عورت کے بغیر دنیا بے معنی، بے رونق، اداس اور بے مقصد ہے۔ مادر وطن کی ترقی میں خواتین کے کردار کو فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ ماضی کی طرح عورت اب صرف خواب نہیں رہی، وہ زندہ و جاوید حقیقت ہے۔ عورت مفکر کی طرح سوچتی ہے اور مجاہدہ کی طرح اس پر عمل کرتی ہے۔ عورت کا تصور اب پیچھے ہے، اس کی ذات آگے ہے۔ عورت مرد کی نسبت زیادہ حساس اور سنجیدہ ثابت ہوتی ہے۔ ادبی دنیا میں بھی خواتین مردوں سے پیچھے نہیں ہیں خواتین نے اقبالیاتی تنقید و تفہیم میں طبع آزمائی کرکے اقبال شناسی کا ثبوت دیا ہے۔ اس میدان میں بعض خواتین نے اپنے نظریے کے تحت اقبال کا مطالعہ کیا۔ خواتین نے اقبالیاتی تنقید و تفہیم اور تشریح و توضیح کا فریضہ قومی جذبے سے سرشار ہو کر انجام دیا۔ اس مقالے میں وہ خواتین شامل ہیں جنھوں نے انگریزی زبان اقبالیاتی تنقید و تفہیم کے حوالے سے کتب تحریر کیں، جس سے بین الاقوامی سطح پر اقبال فہمی میں آسانی ہوئی اور پیغام اقبال برصغیر سے نکل کر پورے دنیا تک پہنچا۔ مندرجہ بالا خواتین کے علاوہ عطیہ بیگم کی کتاب ""Iqbal، ڈوریس احمد کی کتاب ""Iqbal as I Know ڈاکٹر شیلا میکڈونو کی کتاب " The Flame of Sinai" راشدہ ملک کی کتاب ""Iqbal the spiritual Father of Pakistan عالیہ سلیم نوشاہی کی کتاب " "Wasteland and Javed Nama" اور سعیدہ یونس کی کتاب "Style and Passion"، خاص طور پر اہم ہیں۔ ان کتب میں خواتین کے موضوعات اور مضامین میں تنوع ہے اور بیشتر کاوشیں اقبال شناسی کے میدان میں قابل قدر اضافے کی

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

حیثیت اختیار کرتی ہیں۔ اقبال کا فلسفہ اور شاعری دونوں ہی نہ صرف ماضی میں برصغیر پاک و ہند کے اہل نظر کے لیے اور دنیا بھر کے دانشوروں کے لیے بھرپور اتفاق اور اختلاف کے ساتھ مسلسل موضوع بحث بنے رہے بلکہ اقبال کی تلاش اور دریافت کا سلسلہ ہنوز جاری ہے۔ سو اقبالیاتی تنقید میں خواتین نے انگریزی زبان میں کتب تحریر کرکے کلام اقبال کی تنقید و تفہیم اور تشریح و توضیح کا فریضہ قومی جذبے سے سرشار ہو کر انجام دیا کیوں کہ اقبال سے تعلق جوڑ کر ہم اقبال کی نہیں بلکہ اپنی شناخت برقرار رکھتے ہیں۔

حوالہ جات

1. Dr.Annemarie Schimmel, Gabiel's wing, Iqbal Academy Pakistan, 1963, Pg.8
2. Abid Pg 86
3. Abid Pg 381
4. Dr. Jamila Khatoon, The Place of God, Man and Universe in the Philosophic system of Iqbal, Iabql Academy Pakistan Lahore, 1963, Pg 8
5. Abid Pg 117
6. Dr. Parveen Shaukat Ali, The Political Philosophy of Iqbal, Publishers United LLd Anarkali Lahore, 1978, Pg 27
7. Abid Pg 53
8. Abid Pg 128
9. Abid Pg 230
10. Riffat Hassan, An Iqbal Primer, Aziz Publishers, Lahore, 1979. Pg ix
11. Abid Pg 64